جدید ایرانی شاعرات: تعارفی جائزہ

ڈاکٹر شعیب احمد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

MODERN PERSIAN POETESSES
AN INTRODUCTORY STUDY

Shuaib Ahmad, PhD
Assistant Professor of Persian
Department of Persian, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Right from the beginning, women writers have been playing a vital role in the progress and development of Persian language and literature. Their role starts from fourth century A.D when Rabia Khuzdari rose and shone on the horizon of Persian literature as a prominent poetess. Among them is Mahisti Ganjvi, the poetess of eleventh century A.D. Following the foot prints of the olden poetesses, a significant number of modern women are enriching Persian literature with new literary currents. The article is an introductory study of the Persian poetesses and includes almost all the note-worthy modern Persian poetesses.

Keywords: ایران، فارسی ادب، رضا شاہی، قصائد، پروین اعتصامی، پروین دولت آبادی، ژالہ اصفہانی، سپیدہ کاشانی، فاطمہ راکعی، فروغ فرخ زاد

کسی بھی قوم یا معاشرے کی ظاہری اور باطنی تشکیل و تعمیر میں مرد و زن ہمیشہ سے ساتھ ساتھ رہے ہیں اور ان دونوں کا بھرپور اور متوازن مشترک کردار ہی کسی قوم یا معاشرے کو دوسری اقوام و ملل سے ممتاز کرتا ہے۔ دیگر اقوامِ عالم کی طرح ایران میں بھی مختلف ادوار میں، مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خواتین کا کردار کبھی کم اور کبھی زیادہ مگر بے حد اہم رہا ہے۔

شاید فارسی ادب کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے یہ گمان گزرتا ہو کہ فارسی ادب کی نشر و اشاعت اور آبیاری صرف مردوں ہی کی مرہونِ منت رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فارسی ادب کی طویل تاریخ کے نقطۂ آغاز سے ہی ہمیں رابعہ خضداری (قرنِ چہارم م) اور مہستی گنجوی (۱۰۸۹م/۱۱۵۹م) جیسی خواتین کا تذکرہ ملتا ہے۔ گذشتہ ایک صدی کے دوران خاص طور پر فارسی کے افق پر کثیر تعداد میں ابھرنے والی شاعرات نے ایسی خوبصورت کہکشاں بنائی ہے جس کے تذکرے کے بغیر نہ تو فارسی شاعری کی تاریخ مکمل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے وسیع دائرہ اثر کا درست اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ البتہ عمداً یا سہواً شاعری کے میدان میں خواتین کے اہم اور قابل قدر کردار کو کسی حد تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ ناموں کی الفابائی ترتیب سے چند اہم جدید ایرانی شاعرات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

پروین اعتصامی (۱۹۴۱ء)

رضا شاہی دور کی معروف ترین شاعرہ ہیں۔ فارسی، عربی اور انگریزی کی ماہر تھیں۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا ہے جو قصائد، قطعات، مسمط اور مثنویات پر مشتمل ہے۔ فکری اور فنی لحاظ سے کلام نہایت پختہ ہے۔ اسلوب بیان میں ناصر خسرو اور سعدی شیرازی کے اسلوب کی خوبصورت آمیزش نظر آتی ہے۔(۱) ان کے ہاں شدید اجتماعی احساس اور لطیف فنی شعور چھلکتا ہے۔(۲) انہوں نے انسان، اس کی زندگی کے مسائل، معاشرتی ناہمواریوں اور انفرادی و اجتماعی اخلاقی زبوں حالی کو موضوع بنایا۔ دردمندی، سوز و گداز اور تاثیر ان کے کلام کا خاصہ ہے۔

پروین دولت آبادی (ولادت ۱۹۳۴ء)

پروین دولت آبادی کا شمار سنجیدہ اور ممتاز ترین شاعرات میں ہوتا ہے۔ غزل، قصیدہ اور قطعہ یکساں مہارت اور قادر الکلامی سے کہتی ہیں۔ تازہ کاری اور تنوع مضامین کے حوالے سے بہت اہم

شاعرہ ہیں۔کلام میں متانت اور افکار میں گہرائی ہے۔شخصیت سازی، اقدار سے وابستگی اور اصلاحِ معاشرہ ان کے خاص موضوعات ہیں۔لب ولہجہ گوارا اور معتدل ہے۔(۳)

ژالہ اصفہانی (ولادت ۱۹۲۱ء)

ایران کی اس نازک خیال اور باریک بین شاعرہ کا اصل نام ژالہ سلطانی ہے۔علمِ عروض اور فنِ موسیقی میں مہارت رکھتی ہیں۔وطن دوستی، قوم پرستی اور اسلامی اقدار کا فروغ ان کی شاعری کی اساس ہیں۔ان کی شاعری فطرت اور فطرت کے مناظر و مظاہر کی تصویر کشی، درختوں، پھولوں، پتوں، دریاؤں اور پرندوں کے استعاروں اور علامتوں سے سرشار ہے۔اسلوب ڈرامائی ہے۔ گلہای خودرو کے نام سے ان کا مجموعۂ کلام شائع ہو چکا ہے جس میں غزل، نظم، مخمس اور ترکیب بند کے علاوہ منظوم ڈراما ابرای وفا بھی شامل ہے۔(۴)

سپیدہ کاشانی (ولادت ۱۹۳۶ء)

سپیدہ کاشانی کا شمار ان شاعرات میں ہوتا ہے جن کا خاندانی پس منظر علمی اور روحانی ہے چنانچہ اسی وجہ سے ان کے کلام پر مذہب اور تصوف کی بڑی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ انقلابی اصطلاحات اور عرفانی استعارات سے آراستہ ان کی کئی نظمیں اسلامی انقلاب کے بعد بہت زیادہ مقبول ہوئیں۔ پروانہ ہای شب کے نام سے شائع ہونے والے مجموعۂ کلام نے نوجوانوں میں بہت مقبولیت پائی۔

سیمین بہبہانی (ولادت ۱۹۲۷ء)

سیمین بہبہانی تہران کے علمی اور ادبی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے قدیم وجدید ہیئتوں میں یکساں مہارت سے شاعری کی۔اوزان کے نئے اور کامیاب تجربات کئے۔ان کی شاعری واقعیت نگاری کا عمدہ نمونہ ہے۔ان کا لب ولہجہ بے باکانہ اور اسلوب نسوانی احساسات کا ترجمان ہے۔انہوں نے بعض ایسے موضوعات پر بھی قلم اٹھایا ہے جن پر بات کرتے ہوئے خود مردوں کو حجاب آتا ہے۔انھوں نے جنسی موضوعات پر شعر کہتے ہوئے بھی عفتِ کلام کا اتنا اہتمام کیا ہے کہ کہیں عریانی وفحاشی کا احساس تک نہیں ہوتا۔(۵) سیمین نے غزل میں نظم کے موضوعات کو بڑی خوبی سے سمویا ہے۔معاشرتی ناہمواریاں اور عمومی روحانی ناآسودگی ان کے خاص موضوعات ہیں۔

نو آوری، مضمون آفرینی اور ندرتِ خیال ان کی شاعری کی پہچان ہیں۔ ان کا ایک خاص امتیاز متروک اور نامانوس اوزان و بحور میں بے مثال غزلیں ہیں جن کی بنا پر معروف ایرانی محقق و ناقد ڈاکٹر علی محمد حق شناس نے انہیں بجا طور پر غزل کا نیا یوشیج (جدید فارسی شاعری کا بانی) قرار دیا ہے۔(۶)

ان کے مجموعہ ہائے کلام میں سہ تارِ شکستہ، جای پا، چل چراغ، مرمر، رستاخیز، خطی ز سرعت و آتش شامل ہیں۔

صدیقہ وسمقی (ولادت ۱۹۶۱ء)

صدیقہ وسمقی انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد کی شاعرات میں نمایاں اور ممتاز حیثیت کی حامل ہیں۔ ٹھوس اسلامی اقدار کا فروغ، عشق حقیقی اور جہاد کی ترغیب ان کی شاعری کا محور ہیں۔ ان کے تمام تر لفظی اور فکری نظام کی بنیادیں اسلامی تہذیب و ثقافت سے اٹھائی گئی ہیں۔ نمازِ باران اور درهای مذاب ان کے مجموعہ ہائے کلام ہیں۔(۷)

فاطمہ راکعی (ولادت ۱۹۵۴ء)

ہستی و نیستی، بقائے دوام اور عشقِ الٰہی ان کے خاص موضوعات ہیں۔ انقلاب ایران کی کامیابی کے بعد ان کے شعری جوہر صحیح معنوں میں کھل کر سامنے آئے (۸) اور انھوں نے انقلاب کے بعد کی شاعرات میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ لسانیات میں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ایران کے معروف ادبی رسائل ندا اور پگاہ کی ایڈیٹر رہیں۔ سفرِ سوختن کے نام سے مجموعۂ کلام شائع ہو چکا ہے۔

فرشتہ ساری

موجودہ عہد کی شاعرات میں بہت ممتاز حیثیت کی حامل ہیں۔ افسانہ نگار بھی ہیں۔ جنگ کے احوال اور اس سے متعلقہ مسائل ان کے خاص موضوعات ہیں۔

جدید رومانوی شاعری میں نسرین شہرتی اور جدید تر رجحانات کی نمائندہ شاعرات میں فیروزہ میزانی اور مینا دست غیب کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں یہ فارسی میں تحریکِ شعر ناب جسے موجِ ناب بھی کہا جاتا ہے، کی علمبردار ہیں۔

اس تعارفی مقالے میں انقلاب سے پہلے کی مزاحمتی شاعری، انقلاب کے مختلف مراحل کے

دوران وجود میں آنے والی شاعری اور انقلاب کے بعد کی ان منتخب، ممتاز اور معروف شاعرات کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے انقلاب کا رستہ ہموار کرنے، اس کی کامیابی کے لیے ترغیب دلانے اور کامیابی کے بعد پورے اعتماد اور اور فخر کے ساتھ اسے متعارف کروانے میں قابلِ ذکر کردار ادا کیا۔

مذکورہ شاعرات کے علاوہ بھی خواتین کی ایک خاصی بڑی تعداد ہے جن کے نام لیے بغیر یہ مقالہ نامکمل ہوگا۔ ان شاعرات نے مختلف ادبی رسائل اور اخبارات میں اشاعت کے علاوہ ادبی محافل میں شعر خوانی کے ذریعے خوب نام کمایا۔ ان میں سیمین دخت وحیدی، پروین غلامی، ڈاکٹر طاہرہ صفار زادہ۔(۹) میر سلیمی، زہرہ تاریخی، زہرہ رہنورد، خانم زہری فائزہ رامتین، مینو رزم پوش اور نرگس گنجی (۱۰) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

فروغ فرخ زاد (۱۹۶۶ء)

فروغ فرخ زاد عہدِ جدید کی صاحبِ اسلوب ایرانی شاعرہ ہیں۔ ان کی شاعری کو دو ادوار پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے دور کے تین مجموعہ ہائے کلام اسیر، دیوار اور عصیان میں ان کا کلام نسوانی جذبات کے رومانوی اور صریح اظہار کا آئینہ دار جب کہ چوتھا مجموعہ کلام تولدی دیگر اور اس کے بعد کا کلام صحیح معنوں میں بطور شاعرہ ان کا دوسرا جنم ہے۔(۱۱) تولدی دیگر اور اس کے بعد کے کلام میں فنی پختگی اور فکری ارتقا اپنے عروج پر نظر آتا ہے رومانویت، عصری حسیت اور تنہائی ان کی شاعری کے بنیادی اجزا ہیں۔ وہ اپنے اردگرد کے ماحول اور اشیا کی تصویر گری کی ماہر ہیں۔ اپنی نظموں میں وہ کوئی تمہید نہیں باندھتیں، کوئی نتیجہ نہیں نکالتیں، کہیں درمیان سے نظم شروع کر کے اسی کیفیت کے وسط میں کہیں چھوڑ دیتی ہیں۔ وہ متضاد مناظر اور کیفیات کو آمنے سامنے رکھ کر نظم کو رنگا رنگ بنا دیتی ہیں۔ ان کی زبان عام بول چال کی زبان ہے۔ دقیق فلسفیانہ الفاظ کے استعمال سے گریز کرتی ہیں اور بعض اوقات مطالب کے اظہار میں پیچیدگی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ فروغ پر ایران اور ایران کے باہر کی ادبی و تحقیقی دنیا میں خاصا وقیع کام ہوا ہے۔ مضامین اور کتابیں لکھی گئیں اور دنیا کی کئی زبانوں میں ان کے کلام کے تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ فروغ نے افسانے بھی لکھے، ڈراموں میں بھی کام کیا اور کامیاب ترین فلموں کی ہدایت کاری بھی کی۔ انھوں نے ۳۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔(۱۲)

مبین زورقی (ولادت ۱۹۶۳ء)

انقلاب کے بعد کی شاعری میں پاکیزگی فکر اور نظریاتی وابستگی واستواری کے حوالے سے پہچانی جاتی ہیں۔ تحرک، جہدِ پیہم، تطہیرِ باطن اور جذبۂ جہاد ان کی شاعری کے خاص موضوعات ہیں۔ جانبازی وجانثاری، صبر واستقامت، جنگ، جہاد، کربلا اور شہادت جیسے الفاظ کی تکرار ان کے کلام میں جا بجا نظر آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

منابع

(۱) پروین اعتصامی، دیوان، مقدمہ ملک الشعرا بہار، انتشارات ایران زمین تہران، ۱۳۷۱، ص ۵۲

(۲) آفتاب اصغر، معین نظامی، مقالات احسن، شعبہ فارسی اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۲۲۲،

(۳) عبدالرفیع حقیقت، (رفیع) ضمیمہ مقالہ نرگس گنجی، پدیدۂ خود آگاہی تاریخی در شعر زنان شاعر در دھۂ اول انقلاب اسلامی، مجموعۂ سمنار بررسی ادبیاتِ انقلاب اسلامی، سازمان مطالعہ و تدوین کتب علوم انسانی و دانشگاہھا، ۱۹۹۴ء، ص ۵۰۹۔

(۴) دستم محمد، مجموعۂ گلہا، موسسۂ چاپ آذربادگان (تبریز)، ۱۹۹۳ء، ج ۱، ص ۲۱۔

(۵) آفتاب اصغر، معین نظامی، مقالات احسن، شعبہ فارسی اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۲۲۔

(۶) حسن علی محمدی، شعر معاصر ایران از بہار تا شہریار، انتشاراتِ ارغنون، تہران، ۱۹۹۳ء، ج ۲، ص ۴۷۔۳۔۵۷۔

(۷) ظہور الدین احمد، نیا ایرانی ادب، سہ ماہی ایرانشناسی، شمارہ ۱/۳ خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۸۷

(۸) عبدالرفیع حقیقت، (رفیع) ضمیمہ مقالہ نرگس گنجی، پدیدۂ خود آگاہی تاریخی در شعر زنان شاعر در دھۂ اول انقلاب اسلامی، مجموعہ سمنار بررسی ادبیاتِ انقلاب اسلامی، سازمان مطالعہ و تدوین کتب علوم انسانی و دانشگاہھا، ۱۹۹۴ء ص ۵۰۹

(۹) معین نظامی، تعارف، تبصرہ، ترجمہ طاہر صفارزادہ، ماہنامہ آثار، اسلام آباد، ۱۹۹۹۔

(۱۰) زہرا رہنورد، جایگاہ و نقش زن در ادبیاتِ انقلاب اسلامی، مجموعۂ مقالہ ھای سیمنار بررسی ادبیاتِ انقلاب اسلامی، سازمان مطالعہ و تدوین کتب علوم انسانی و دانشگاھہا، تہران، ۱۹۹۴ء، ص ۲۷۷

(۱۱) حسن علی محمدی، شعر معاصر ایران از بہار تا شہریار، انتشاراتِ ارغنون، تہران، ۱۹۹۳ء، ج ۲، ایضاً۔ ص ۲۳۸۔

(۱۲) عبدالرفیع حقیقت (رفیع)، فرہنگ شاعران زبان پارسی از آغاز تا امروز، شرکت مولفان و مترجمان ایران، تہران ۱۹۸۹ء، ص ۴۳۶